السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آپ نے "شہادت نومبر 1999ء کے شمارہ میں "سورۃ الفاتحہ خلف الامام" کے بارے میں بہت سی احادیث تحریر فرما کر یہ ثابت کیا کہ مقتدی کو باجماعت نماز میں امام کے پیچھے بھی سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ لیکن کیا یہ تمام احادیث قرآن کی آیت سے تو نہیں ٹکرا رہی ہیں؟ کہ "اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے اور خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔" مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ ادھر قرآن پاک میں باری تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قرآن سنو اور ادھر آپ احادیث سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ قرآن کو خود بھی پڑھو۔ براہ مہربانی ذرا واضح طور پر جواب تحریر فرمائیں کہ آیا مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے؟ کیا یہ احادیث سے ثابت ہے اور حدیث قرآن کی اس آیت کا مقابلہ تو نہیں کر سکتی کیونکہ حدیث توظن ہے جبکہ قرآن من جانب اللہ ہے۔ (طارق محمود آصف شاہ اور طاہر کراچی)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

احادیث صحیحہ کو ظنی کہنا غلط ہے بلکہ صحیح حدیث بھی قطعی الثبوت اور حتمی ہوتی ہے۔ جیسا کہ محدثین کرام کی تحقیق ہے۔ دیکھئے اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (ص34)

صحیح حدیث قرآن کی طرح حجت ہے۔ جب دونوں شرعی دلیلیں ہیں اور حجت ہیں تو دلیل کی ساتھ دلیل کی تشریح و تخصیص کرنا جائز ہے حدیث حدیث کی، قرآن قرآن کی اور قرآن و حدیث ایک دوسرے کی تشریح و تخصیص کرتے ہیں۔ آئمہ اربعہ کے نزدیک حدیث کے ساتھ قرآن کی تخصیص کرنا جائز ہے۔ دیکھئے الاحکام للآمدی (ج2ص347)

قرآن پاک کی آیت کریمہ:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ٢٠٤ ... سورة الاعراف

میں فاتحہ کی ممانعت کی صراحت نہیں ہے جبکہ فاتحہ خلف الامام والی حدیث میں فاتحہ کی صراحت ہے لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ حدیث قرآن کی تخصیص کر رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ "فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ" سے بعض علماء نے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ مقتدی پر قرآءت فرض ہے۔

(دیکھئے نور الانوار (ص193) اور خلاصۃ الافکار شرح مختصر المنار (ص197)

بلکہ حنفیہ کا ایک نرالا اصول ہے کہ یہ دونوں آیتیں: (وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ اور فَاقْرَءُوا) آپس میں ٹکرا کر ساقط ہوگئی ہیں ظاہر ہے کہ یہ اصول ہر لحاظ سے باطل ہے۔

"فَاقْرَءُوا" سے قرآءت خلف الامام کے استدلال پر اس حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اقْرَءُوا" تم پڑھو۔ (موطا امام مالک ج1ص85 کتاب الصلوۃ القراۃ خلف الامام فیما لا یجھر بالقراۃ)

یاد رہے کہ یہ "فَاقْرَءُوا" والا حکم جہری وسری دونوں نمازوں کو شامل ہے۔ کیونکہ اس حدیث کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہری نمازوں میں بھی فاتحہ خلف الامام کا فتوی دیتے تھے۔ دیکھئے مسند ابی عوانہ ((ج2ص38) مسند حمیدی بتحقیقی (980) جزء القرآءت للبخاری (135،56) آثار السنن (ص106) دوسرا نسخہ ص69

یہاں پر چند باتیں مد نظر رکھیں۔

1۔ "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ" والی آیت بالاتفاق مکی ہے جبکہ فاتحہ خلف الامام والی روایات مدنی ہیں۔

2۔ "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ" اصل میں مشرکین کے رد میں نازل ہوئی ہے۔ دیکھئے تفسیر قرطبی (ج1ص121)

3۔ غیر اہل حدیث حضرات امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ: "اللہ اکبر' سبحانک اللھم" پڑھتے ہیں۔ صبح کی دو سنتیں، عین جماعت کے وقت پڑھ رہے ہوتے ہیں اس وقت اس آیت کا حکم کہاں چلا جاتا ہے؟

4۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آپ فاتحہ خلف الامام کا حکم دیتے تھے۔ کیا اس آیت کا مفہوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں تھا؟

5۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین فاتحہ خلف الامام کا حکم دیتے تھے کیا وہ اس آیت کے مفہوم سے واقف نہ تھے۔ مزید تفصیل کے لیے مولانا عبد الرحمن مبارکپوری رحمة اللہ علیہ کی کتاب "تحقیق الکلام" اور راقم الحروف کی کتاب "الکواکب الدریہ فی وجوب الفاتحہ خلف الامام فی الجہریہ" کا مطالعہ کریں۔ (شہادت نومبر 2000ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمیہ](#)

جلد1۔کتاب الصلاۃ۔صفحہ324

محدث فتویٰ